ہمارے عائلی مسائل

’ پوتے کی میراث‘ تعدد ازدواج، احکام طلاق اور عمرنکاح پر ’’ یہ ’’معرکہ الآراء تصنیف‘‘ **مولانا محمد تقی عثمانی** صاحب مدرس دارالعلوم کراچی نے مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کے حسب ارشاد سپرد قلم کی ہے ۔ حضرت مفتی صاحب نے اس کتاب کو بالاستیعاب سنا اور صاحب موصوف کے الفاظ ’’ اسے الحمد للہ بہت مناسب و وافی پایا ۔‘‘

زیر نظر کتاب ان عائلی قوانین کے خلاف لکھی گئی ہے ، جو حکومت پاکستان نے نافذ کئے ہیں ۔ حضرت مفتی صاحب نے ان قوانین کو ’’ سراسر خلاف شرع احکام پر مبنی ‘‘ قرار دیا ہے ، اور ان کے نفاذ کو اس ’’ سست رفتار زھر (سلو پائزن) ‘‘ کا نتیجہ بتایا ہے ، جو بقول ان کے ’’ اہل یورپ کی سوچی سمجھی تدبیر نے تعلیم و ترتیب کے رنگ میں مسلمانوں کو پلایا ہے‘‘۔ مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ ’’ مسلمان کا اصل نقطہ‘ فکر آخرت اور اس کی صلاح و فلاح، خدا تعالیٰ کی رضا جوئی اور ناراضی کا خوف ہونا چاہئے ۔ اس کے معاشی نظام کے تمام شعبے اس سے وابستہ ہونے چاہئیں ‘‘۔ اور اس سلسلے میں ان کو یہ شکایت ہے کہ آج مسلمان اپنے اصلی نقطہ‘ فکر آخرت سے ہٹ کر دوسری قوموں کی طرح صرف حیات دنیا اور اس کے متعلقات و مادیات میں کھو گئے ہیں ۔ مفتی صاحب کے نزدیک عائلی قوانین کا نفاذ اسی کا ثمرہ ہے ۔

بے شک مصنف نے قرآن مجید، سنت نبوی اور اجماع پر مبنی اپنے استدلال سے پوتے کی میراث، تعدد از دواج، احکام طلاق اور عمر نکاح کے بارے میں حکومت پاکستان کے نافذ کردہ عائلی قوانین کو شرعی نقطہ نظر سے ناصواب ثابت کردیا ہے، اور اس ضمن میں سب سے زیادہ زور ان کا اجماع پر ہے ۔ چنانچہ مصنف لکھتے ہیں :۔ ... انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا سلسلہ ختم ہوجانے کے بعد کوئی شخص معصوم اور غلطیوں سے پاک تو ہو نہیں سکتا ، جس کی بات کو ہر حال میں تسلیم کرنا ضروری سمجھا ہی جائے اور ساتھ ہی نت نئے مسائل حل کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ کوئی ایسا سہارا سوسائٹی میں موجود رہے ، جسے معصوم اور غلطیوں سے پاک تصور کیا جا سکے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے امت کے مجموعہ کو معصوم قرار دے دیا ۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ جس بات پر امت مجتمع اور متفق ہوجائے، وہ غلط نہیں ہوسکتی ۔‘‘

ایک ھی وقت میں تین طلاقیں ایک شمار ھوں گی ' یا تین جن کے بعد کہ رجوع نہیں ھو سکتا ھے - اس پر بحث کرتے ھوئے مصنف لکھتے ھیں کہ علامہ ابن تیمیہ رح اور ابن قیم رح بے شک امت کے تمام علماء کے خلاف اس بات کے قائل ھیں کہ بیک وقت دی ھوئی تین طلاقیں ایک ھی شمار کی جائیں گی - لیکن مصنف کے نزدیک '' پوری علمی دنیا جانتی ھے کہ انہوں نے اس مسئلے میں تمام امت سے اختلاف کیا ھے - اسی لئے ان کے قول کو مسئلہ کی دلیل بنا کر پیش کرنا سخت غلطی ھے - ''

پوتے کی میراث کے متعلق بھی مصنف کا کہنا ھے کہ '' یتیم پوتے کے وارث نہ ھونے پر تمام صحابہ و علمائے دین کا اجماع ھے'' اور یہ کہ '' خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش گوئی فرمادی ھے کہ میری امت کبھی گمراھی پر اتفاق نہیں کرے گی '' - نیز مصنف لکھتے ھیں '' جو چیز تمام مسلمانوں کے درمیان متفقہ ھو - اس کے خلاف کوئی بات کہنا جائز نہیں اور حدیث میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا -

ما راہ المسلمون حسناً فھو عنداللہ حسن

جس چیز کو تمام مسلمان اچھا سمجھ لیں - وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھی ھے -

مولانا محمد تقی عثمانی صاحب نے ان مسائل پر دوران بحث میں قرآن، سنت اور دوسری روایت کے جو شواھد پیش کئے ھیں - اور ان کی جو تعبیر کی ھے ' اس کے قطعی اور واجب العمل ھونے کی ان کے نزدیک سب سے بڑی دلیل اجماع ھے - اور ان کا کہنا ھے کہ امت کبھی بھی گمراھی پر متفق نہیں ھوسکتی - ھم یہاں صرف اس مسئلے پر بحث کرنا چاھتے ھیں -

مصنف کتاب کے ص ۱۸۸ پر لکھتے ھیں : '' اس سلسلے میں پہلی روایت حضرت ابن عباس کی پیش کی جاتی ھے ' جس میں وارد ھے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر کے ابتدائی دو سالوں میں تین طلاقیں ایک شمار کی جاتی تھیں - حضرت عمر نے فرمایا کہ لوگوں نے اس معاملے میں افراط و تفریط شروع

کردی ہے ۔ لہذا اب ہم کیوں نہ تینوں طلاقوں کو نافذ کردیں ' چنانچہ انہوں نے تینوں طلاقوں کو نافذ کردیا ''۔

مصنف اس کی تشریح یوں کرتے ہیں :۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر کے زمانے میں نیز حضرت عمر کے ابتدائی دور میں دیانت عام تھی' جس پر اعتماد کیا جاسکتا تھا ۔ بعد میں حضرت عمر نے یہ دیکھ کر کہ دیانت کا معیار روز بروز گھٹ رہا ہے اور آئندہ کچھ نہ رہے گا ۔ اور لوگ جھوٹ بول بول کر حرام کیا کریں گے ۔ صحابہ سے مشورہ کے بعد یہ عام حکم نافذ کرادیا کہ اب تین طلاقیں ایک ہی شمار ہوں گی ... ''

گویا حالات کی تبدیلی کے تحت قرآن و سنت کو پیش نظر رکھ کر جمہور مسلمانوں کے مفاد عمومی کی خاطر شرعی احکام کی نئی تعبیر کی جاسکتی ہے ۔ اب رہا یہ سوال کہ اس نئی تعبیر پر مسلمانوں کا اجماع ہو ' تو ہم دیکھ رہے ہیں کہ جیسے جیسے مسلمان ممالک اہل یورپ کے خلاف جدوجہد کرکے آزاد ہو رہے ہیں ۔ ان کی قومی قیادتیں کچھ اسی طرح کے عائلی قوانین بناتی ہیں ۔ جیسے پاکستان میں بنے ہیں ۔ اور اگر حالات کی رفتار یہی رہی ۔ اور یقیناً یہی رہے گی ' تو وہ دن زیادہ دور نہیں' جب تمام مسلمان ملکوں میں اسی قسم کے قوانین نافذ ہوں گے ' اور سب کا ان پر اجماع ہوگا ۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا اسی صورت میں مصنف اس اصول کو مانینگے کہ '' اللہ تعالیٰ نے امت کے مجموعہ کو معصوم قرار دیا ہے '' اور یہ کہ امت کبھی گمراہی پر متفق نہیں ہو سکتی ۔

جہاں تک قرآن و سنت اور سلف صالح کے اتباع کا تعلق ہے ' کون مسلمان اس سے انکار کرسکتا ہے ۔ لیکن اس بارے میں مابہ النزاع بات دراصل یہ ہے کہ مصنف اور ان کے ہم خیال بزرگ صرف اسی اجماع کو مانتے ہیں جو عہد سابق میں ہوا ۔ اور اب ان کے نزدیک زمانہ ایک جگہ ٹھہر گیا ہے ۔ نہ ہمارے معاشرتی حالات میں کوئی تبدیلی ہوگی اور نہ معیشت و سیاست بدلے گی ، ظاہر ہے یہ بات ٹھیک نہیں ۔ لیکن ہمارے ان جیسے بزرگوں نے

مسلمانوں سے اسی کو منوالیا " جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمان جو دنیا میں سب سے آگے تھے ۔ سب سے پیچھے رہ گئے' نہ صرف علم و ادب اور تہذیب و تمدن میں ۔ بلکہ تجارت' معیشت اور معاشرت میں بھی ۔ اور آخر میں وہ اہل یورپ کے سیاسی غلام ہوگئے اور تمام اسلامی دنیا میں ایک ایا دورشروع ہورہا ہے ۔ جس میں جمہور صاحب اقتدار ہوں گے ۔ یہ جمہور مسلمان ہیں اور مسلمان رہنا چاہتے ہیں' اور ان کے لئے یہ لابد ہے کہ وہ اپنی بگڑی کو بنائیں اور ان کی اصلاح و بہتری میں جو رکاوٹیں ہوں ، انہیں دور کریں ۔ عائلی قوانین انہی کوششوں کی ایک کڑی ہے ، اور ایک ایک کرکے سارے مسلمان ملک انہیں نافذ کررہے ہیں ۔

ان قوانین کو جمہور مسلمان کا ملی مزاج قبول کرتا ہے، دوسرے لفظوں میں ان پر اجماع ہوتا ہے یا نہیں اصل مسئلہ یہ ہے ۔ اور جب ان پر اجماع ہوگا، تو مولانا محمد تقی عثمانی صاحب کی اس طرح کی کتابیں "در ماندہ رہرو کی صدائے درد ناک" بن کر رہ جائیں گی ۔

کتاب ۲۵٦ صفحے کی ہے ۔ مجلد ہے ، قیمت ۳-۷۵ روپے ہے ۔
ناشر دارالاشاعت مولوی مسافر خانہ کراچی نمبر ۱

(م ۔ س) ۔

(اسلامی نظم معیشت اور مروجہ نظام معاشیات کا موازنہ)
چودھری محمد اسماعیل صاحب اس کتاب کے مصنف ہیں ' شروع کتاب ھی میں موصوف لکھتے ہیں "کہ اکثر بیماریوں' بیشتر جھگڑوں اور فسادات کا باعث معاشی مسئلہ ہی ہے " اور " ... دنیا کی کوئی تحریک ایسی نہیں' جس کی تہ میں معاشی مسئلہ کار فرما نہ ہو"

مصنف کا کہنا یہ ہے کہ اسلامی نظم معیشت کی دو بنیادی خصوصیتیں ہیں ۔ ایک زکواۃ کا فرض ہونا اور دوسرے سود کی حرمت بقول موصوف کے :